درسگاہ تجوید میں تدویراً یا حدراً تلاوت کی مقدار

مرتب: قاری محمد حنیف ٹنکاروی

مدارس اسلامیہ نے ہمیشہ مسلمانوں میں احیائے دین کا جذبہ پیدا کیا ہے، تعلیمات قرآن، اتباع سنت، اسلاف سے محبت اور ان پر اعتماد کا بیج سینوں میں بویا اور اسلام کے تہذیبی ورثے کی حفاظت کا شعور زندہ کیا ہے، ہند سے تا خاک بخارا اور سمرقند، ان ہی مدارس سے دین کے زمزمے بلند ہوئے، نور ایمانی کے جلوے، اسلامی تعلیمات کے چشمے ہر سو پھوٹے اور برصغیر ہی نہیں عالمِ اسلام میں ان ہی مدارس سے عظیم شخصیات نے جنم لیا۔ اقبال کا شعر ان اداروں پر صادق آتا ہے۔

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

لیکن آج کے مادیت پرست دور میں ایک شکوہ یہ سننے میں آرہا ہے کہ طلباء کی تعداد مدارس میں کم ہوتی جارہی ہے اور جس طرح مدارس کے مالیاتی شعبہ کے لئے چندہ وصول کیا جاتا ہے اسی طرح طلباء کا بھی چندہ وصول کیا جانے لگا ہے۔ الغرض اس زمانۂ پر فتن میں جہاں ہر طرف سے جہالت اور آزادی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں وہیں علوم دین خصوصاً علم تجوید و قراءت کی کساد بازاری بھی ترقی کر رہی ہے، ایسے حالات میں جو طلباء مدارس میں آرہے ہیں ان کی ہر نوع کی تربیت و ترقی کی ذمہ داری مدارس کے ذمہ داران پر بڑھ جاتی ہے، درس نظامی میں اہم ترین اور شریف فن، فن تجوید و قراءت ہے۔ فن تجوید کی دو راہیں (اداء اور لہجہ) میں سے ادائیگی کو اول درجہ حاصل ہے۔

چنانچہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب معرفۃ التجوید" میں تجوید کے منافع کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا "وھوایضاحلیۃ التلاوۃ الاداء والقراءۃ"

حسنِ اداء اور حرفوں کی صحت کا کمال یہ قراءت کا اولین حسن ہے، علامہ نے گلے کی عمدگی اور لہجوں کی جاذبیت کا کہیں ذکر نہیں فرمایا، آگے چل کر علامہ نے جہاں مخارج وصفات لازمہ وعارضہ کو ذکر فرمایا ہے وہاں تجوید کے کئی درجات ومقامات بھی بیان فرمائے ہیں۔ قاری کس کا نام ہوا کرتا ہے؟ قاری اس کا نام ہوتا ہے کہ تلفظ اس کے یہاں پتھر کی لکیر ہو۔(المقدمۃ الجزریۃ)

الحمدللہ اس ضمن میں ہمارے دیار میں تجوید وقرأت کی درسگاہوں میں ادائیگی سے متعلق تو محنت ہو رہی ہے البتہ پیشگی معافی کے ساتھ ایک بات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ تدویر یا حدر کی مقدار سے متعلق غور وفکر کی ضرورت ہے اور طریقۂ کار میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ اس طور پر کہ طالب علم شروع سال سے سالانہ تک ایک معتدبہ مقدار تدویراً یا حدراً سنا دیتا ہے، تقریباً نصف، ثلث یا ایک پارہ ہو جاتا ہے، اب سال دوم میں آگے کی مقدار ہونی چاہیے نہ کہ اسی کو دوہرایا جائے۔ عامۃً ایک ہی مدرسہ میں طالب علم پڑھتا ہے پھر بھی ہر سال وہی مقدار دوہرانے کا حکم ہوتا ہے۔ تو کیا یہ طالب علم کی حق تلفی اور قرآن کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے؟

ہاں اگر طالب علم نے مدرسہ تبدیل کر دیا ہو مثلاً عربی دوم میں داخلہ لیا ہو اور عربی اول کسی اور مدرسہ میں پڑھ کر آیا ہو جہاں اس نے شعبہ تجوید میں کچھ پارے سنا دیئے ہیں اور مطلوبہ صحت بھی ہے تو ایسے طالب علم کو بھی آگے بڑھایا جائے نہ کہ اسی مقدار کو دوہرایا جائے۔

ہمارے اسلاف (جن کے ہم نام لیوا ہیں) کے یہاں تجوید کی درسگاہوں میں مقدار میں اضافہ کا خوب خیال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ ایک فکری دعوت ہے جو پیش کی ہے کیوں کہ مرکزی اداروں کو چھوڑ

کر بقیہ کچھ مدارس میں اس طرح کی نوعیت سامنے آتی رہتی ہے۔ اگر ایک ہی مقدار کو ہر سال دوہرایے جانے والا طریقۂ کار غلط ہے تو یہ بات قابل غور بلکہ قابل اصلاح ہے، ایسے طلبہ کو آگے نہ بڑھا کر کہیں ہم امت کے ان جیالوں کی علمی ترقی میں رکاوٹ تو نہیں بن رہے ہیں؟ ہاں اگر ایک ہی مقدار کے دوہرایے جانے کی کوئی نظیر یا حوالہ اسلاف میں سے کسی ایک کے ذریعہ سے مل جائے تو اطمینان کا باعث بن سکتا ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

فقط والسلام مع الاحترام

قاری محمد حنیف ٹنکاروی